تصریحات

منشیات کی تاریخ بڑی پرانی ہے۔ محققین اور مؤرخین کا بیان ہے کہ مسیحؑ سے سات ہزار برس قبل وجود رکھنے والی سمیری تہذیب افیون کے خصائص واثرات سے واقف تھی۔ ۴۰۰۰ ق م کے ایک پرانے کتبہ میں اسے " لطف ومسرت کی بوٹی " (THE PLANT OF JOY.) کا نام دیا گیا ہے، جس سے مماثل نام آج بھی اس کے رسیا افراد میں مستعمل ہیں۔ ۱۵۰۰ ق م میں مصری موجودہ زمانہ کی کئی عاقبت نااندیش ماؤں کی طرح اپنے ننھے بچوں کو زیادہ رونے دھونے سے باز رکھنے اور " میٹھی " نیند سلانے کے لیے انہیں تھوڑی سی افیون کھلا دیا کرتے تھے۔

شہرہ آفاق یونانی شاعر ہومر نے اپنی عظیم الشان رزمیہ نظم " اوڈیسی " میں درد والم کے ازالہ کے لیے افیون کے استعمال کا ذکر کیا ہے۔ جبکہ یونانی اپنے نیند کے ایک دیوتا " ہپناس " (اسی سے عمل تنویم کیلئے ہپناٹزم کا لفظ بنا ہے) اور رومی اپنی نیند کی دیوی " سومناس " کی جو تصویریں اور بت بناتے تھے۔ اُن میں انہیں خشخاش وغیرہ ایسی بوٹیوں کے پھول پتوں سے سجایا جاتا تھا جو نشہ آور چیزیں بنانے میں استعمال ہوتی ہیں۔

منشیات کے عام ہونے میں صرف ان لوگوں کا دخل نہیں جنہیں " اک گونہ بیخودی " درکار تھی۔ تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ اطباء، حکماء، جنگ آزما بادشاہوں اور جرنیلوں، حتیٰ کہ صوفیا اور اہل مذہب نے بھی انہیں رائج کرنے میں حصہ لیا ہے۔ مشہور یونانی طبیب جالینوس، سر درد اور بخار سے لیکر جذام اور دماغی امراض تک کئی بیماریوں میں مریضوں کو کسی نہ کسی شکل میں افیون کا استعمال کراتا تھا۔ ایک زمانہ میں ہندوستان کے بعض بادشاہ اور جرنیل اپنی فوجوں کے مخصوص دستوں کو (جنہیں " اہوکی " کا نام دیا جاتا تھا) افیون اور بعض دیگر نشہ آور بوٹیوں کا نچوڑ پلا کر میدان جنگ میں اتارتے تھے۔ اور یہ فوجی نشہ کی حالت میں

دشمن کے کسی بھی وار اور ہتھیار کی پرواہ کئے بغیر آگے بڑھتے جاتے تھے ۔ جنگی ہاتھیوں، اونٹوں اور دیگر جانوروں کو نشہ پلا کر میدانِ وغا میں ان سے اندھا دھند اور دیوانہ وار کام لینے کی بھی بہت سی تاریخی مثالیں ہیں. جبکہ موجودہ زمانہ میں کئی کھلاڑی اور اتھلیٹ مقابلہ کے میدان میں آنے سے پہلے منشیات استعمال کرتے ہیں اور پکڑے جانے پر اپنے میڈلوں سے ہاتھ دھوتے ہیں ۔

جنگ اور قتل کے لیۓ منشیات بالخصوص حشیش کے استعمال کی ایک معروف مثال حسن بن صباح اور اُس کے فدائیوں کی ہے ۔ جنہیں حشیش کا عادی بنا کر ان سے سیاسی و مذہبی قتل کرائے جاتے تھے ۔ ان کا مستقر دشوار گزار پہاڑوں میں واقع قلعۂ الموت تھا۔ جہاں فدائیوں کو حشیش اور عیش و عشرت کے ماحول میں رکھ کر قتل و غارت کیلئے تیار کیا جاتا تھا ۔ عالمِ اسلام کی طوائف الملوکی، سلجوقی حکمرانوں کی تخت نشینی کی جنگوں اور معرکہ ہائے صلیب و ہلال کے ماحول سے فائدہ اٹھا کر حسن بن صباح اور اس کے جانشین (جو شیخ الجبل کے نام سے معروف تھے) گیارہویں سے تیرہویں صدی تک مسلمانوں کے سروں پر ایک خوفناک بھوت کی طرح سوار رہے ۔ حتیٰ کہ سنہ ۱۲۵۶ء میں ہلاکو کی تیغِ آبدار نے (جو بغداد اور بہت سی مسلمان بستیوں کو تاخت و تاراج کر چکی تھی) انہیں " ساحر الموت " سے نجات دلائی ۔

بعض راہب اور تارک الدنیا لوگ بھی " عالم بالا کی سیر " کرنے کے لیۓ نشہ کا استعمال کرتے اور نو گرفتار عقیدت مندوں کو بھی کراتے ، تاکہ وہ منشیات سے حاصل شدہ سکون و انبساط کو اپنے ان دینی رہبروں کی " روحانی قوت " کا تصرف سمجھتے ہوئے ان کے اسیر (اور درحقیقت اسیرِ بلا) بن جائیں ۔ یہ " غیبی تصرفات " بعض نام نہاد مسلمان صوفیاء نے بھی فرمائے ہیں ۔ حتیٰ کہ ساتویں صدی کے ایک خراسانی صوفی اور تصوف کے فرقہ حیدریہ کے بانی کو تو بعض نشہ آور بوٹیوں کا دریافت کنندہ بھی قرار دیا گیا ہے ۔

ماضی قریب اور زمانۂ حاضر میں منشیات کا استعمال تیزی سے بڑھا ہے ۔ اسکی وجہ شاید یہ ہے کہ تیز رفتار سائنسی و صنعتی ترقی ، مہیب اور خوفناک جنگوں ، دہشت اور خوف کے ماحول اور مذہبی و اخلاقی اقدار سے دوری نے انسان کا سکون و اطمینان چھین لیا ہے اور وہ " سکونِ دل کی خاطر " مصنوعی سہاروں کی تلاش میں ہے ۔ اسی لیے مغربی ممالک میں منشیات کی ترویج کی رفتار مشرق سے کہیں زیادہ ہے اور

مغرب ان کے تباہ کن اثرات سے لرزہ براندام ہے۔ اس سلسلہ میں یہ تأثر دیا جاتا ہے کہ منشیات کی لعنت مشرق نے مغرب پر مسلط کی ہے۔ چنانچہ اس یلغار سے بچنے کے لیے امریکہ اور یورپی ممالک، ایشیا اور جنوبی امریکہ کے منشیات پیدا کرنے والے ملکوں پہ تہدید، تخویف، تحریص اور دباؤ کا ہر حربہ آزما کر نشہ آور پودوں اور فصلوں کی کاشت اور منشیات کی سمگلنگ روکنے کی کوشش میں ہیں۔ ہم کسی طرح سے بھی اس بات کے حق میں نہیں ہیں کہ مغرب کے خلاف منشیات کا غیر اخلاقی ہتھیار دانستہ یا غیر دانستہ طور پر استعمال کیا جائے۔ مگر یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ موجودہ صورتِ حال تاریخی مکافاتِ عمل کا حصہ ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مشرقی ممالک میں منشیات کی "کالی دباؤں" (افیون اور حشیش) کا چلن قدیم زمانہ سے تھا۔ مگر ان کی عام ترویج اٹھارویں، انیسویں اور بیسویں صدیوں میں مغربی اثرات کے تحت ہوئی۔ اور جہاں تک "سفید اور بھوری وباؤں" (مارفین، کوکین اور ہیروئن) کا تعلق ہے، یہ تو سراسر "مغربی تحفے" ہیں۔ یہ بات الگ ہے کہ مشرق اب نہ صرف ان میں "خود کفیل" ہو گیا ہے بلکہ ان کا معتدبہ حصہ مغرب کو "برآمد" بھی کر سکتا ہے۔ اسی طرح منشیات کے استعمال کے "آسان نسخے" (ٹیکسوں، دوائیوں اور سگریٹ نوشی کی شکل میں) بھی مغرب ہی کی "دریافت" ہیں۔

محققین کا بیان ہے کہ پہلی عالمی جنگ تک ایشیا، عالم عرب اور عالم اسلام کے ممالک "سفید منشیات" سے تقریباً کلی طور پر اور "سیاہ منشیات" سے بڑی حد تک محفوظ تھے۔ اور مؤخر الذکر بھی مغربی ممالک کی مہربانی ہی سے رواج پذیر تھیں۔ حتیٰ کہ جب انیسویں صدی میں گراں خواب چینیوں نے افیون سے بچنے اور "سنبھلنے" کی شعوری کوشش شروع کی تو مغرب خصوصاً برطانیہ نے ان پر "جنگِ افیون" مسلط کرنے اور افیون تلف کرنے کے جرمانہ کے طور پر چھ ملین امریکی ڈالر وصول کرنے بجز جزیرہ ہانگ کانگ ہتھیانے سے بھی گریز نہ کیا۔

بہر حال اب منشیات کی "ترقی یافتہ" شکلوں (بالخصوص ہیروئن، ماریجوانا اور کوکین) کے مہلک اثرات اتنے نمایاں ہو چکے ہیں کہ ان کو روکنے اور مٹانے کیلئے مشرق و مغرب تعاون پر آمادہ ہیں۔ دراصل منشیات کے عوامی صحت و اخلاق کے لیے زہر قاتل ہونے کے بارے میں دو رائیں ممکن ہی

نہیں ہیں۔ منشیات نہ صرف عادی افراد اور اُن کے خاندانوں کو تباہ کرتی ہیں، بلکہ وہ ان تمام لوگوں کے اخلاق اور ضمیر کو بھی ختم کرکے رکھ دیتی ہیں جو کسی طرح سے بھی ان کی لعنتی تجارت میں ملوث ہوتے ہیں وہ حکومتوں اور عوامی اداروں میں کرپشن کا زہر پھیلاتی ہیں۔ انہوں نے آج کے زمانہ کی طاقتور" مافیا" تنظیموں کو جنم دیا ہے جو کچھ ملکوں میں مکمل طور پر سیاست و معیشت پر حاوی ہو چکی ہیں اور کچھ دوسرے ممالک میں یہ مقام حاصل کرنے کیلئے کوشاں ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ اگر سیاسی حلقوں، حکومتی اداروں اور میڈیا وغیرہ پر "ڈرگ مافیا" مسلط ہو جائے تو کل ہماری سیاسی، معاشی، سماجی حتیٰ کہ مذہبی و اخلاقی زندگی اور ترجیحات کی باگ ڈور اسی کے ہاتھ میں ہو گی۔ اور ہم اس "پیرِ تسمہ پا" سے نجات حاصل کرنا تو درکنار اس کے خلاف آواز بھی نہ نکال سکیں گے۔

اس خوفناک صورتِ حال سے بچنے کے لیے منظم جہاد کی ضرورت ہے۔ اس کیلئے ہمیں تمام ذرائع اور وسائل سے کام لینا ہوگا۔ موجودہ زمانہ میں حکومت (خواہ وہ جمہوری ہو، آمرانہ ہو یا کمیونسٹ طرز کی ہے) ایک انتہائی طاقتور مشین کی حیثیت اختیار کر چکی ہے۔ لہٰذا منشیات کے کنٹرول کی اولیں ذمہ داری تو حکومت ہی کے سر پر آتی ہے۔ لیکن یہ بات ضروری ہے کہ حکومت منشیات کے مسئلہ کو سماجی و انسانی نقطۂ نظر سے دیکھے نہ کہ سیاسی زاویہ سے۔ بالخصوص پاکستان جیسے ترقی پذیر ممالک میں جہاں جمہوری روایات پختہ اور گہری نہیں ہیں۔ منشیات کے خلاف اقدام کی آڑ میں بعض دفعہ سیاسی مخالفین کی سرکوبی اور کردارکشی کا لالچ بھی سامنے آجاتا ہے۔ ان ملکوں کی حکومتوں کو چاہیے کہ وہ منشیات کی کالی تجارت سے وابستہ تمام افراد سے یکساں درشتی اور بے رحمی کا سلوک کریں خواہ ان کا تعلق اپنے سیاسی کیمپ سے ہو یا مخالف کیمپ سے۔ اس مقصد کے لیے انہیں مخالف جماعتوں کا تعاون حاصل کرنے سے بھی گریز نہ کرنا چاہیے۔

لیکن حکومتی اقدامات کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ کرپشن، بددیانتی اور رشوت ستانی کا ناسور ہے۔ ہمارے جیسے ممالک ہی منشیات کی تجارت کرنے والوں کے نام بالعموم ایک "کھلے راز" کی حیثیت رکھتے ہیں۔

مقامی حکام اور پولیس موت کے مقامی سوداگروں کو جانتے ہیں اور مرکزی حکام زیادہ تر "بڑی

پھیلوں " اور مافیا کے سربراہوں کے ناموں سے آشنا ہوتے ہیں۔ اس کے باوجود معاملہ زبانی دعووں کانفرنسوں، بیانات اور دو چار چھوٹے موٹے اقدامات سے آگے نہیں بڑھتا۔ اگر کوئی ملک جرأت کر کے دیانت دار افراد پر مشتمل ایک مؤثر اور با اختیار ادارہ انسانیت کے ان دشمنوں کی منظم و مربوط انداز میں سرکوبی کے لیے بنا دے تو اچھے نتائج کی توقع کی جا سکتی ہے۔

مگر اس کے ساتھ ساتھ منشیات کے خلاف عام لوگوں کا شعور مزید بیدار و متحرک کرنے کی بھی ضرورت ہے۔ منشیات کے عادی اور تاجر افراد میں سے تو اکثر شاید کسی اخلاقی تعلیم سے " بالاتر " ہو چکے ہیں۔ لیکن بہت سے ایسے لوگ جو مستقبل میں ان کا شکار ہو سکتے ہیں، آج کوشش کر کے بچائے جا سکتے ہیں۔

اس ضمن میں ہمارے مذہبی و سماجی کارکنوں کی ذمہ داریاں بڑی نازک ہیں، ہمیں زبان، تحریر اور الیکٹرانک میڈیا کے تمام وسائل بروئے کار لا کر لوگوں کو منشیات کی لعنت سے بچانا ہے۔ اور مسلمانوں کے پاس تو اس لعنت کے مقابلہ کیلئے ایک مضبوط ہتھیار موجود ہے۔ اس عظیم جہاد کے لیے ہمیں " أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ " (دل اللہ کے ذکر سے سکون و اطمینان پاتے ہیں) کے قرآنی سبق سے کام لینا چاہیے۔ وہ لوگ جو پیچیدہ سماجی و معاشی مسائل سے فرار حاصل کر کے منشیات کی عارضی پناہ گاہیں ڈھونڈتے ہیں۔ اس سبق کے محتاج ہیں کہ حقیقی سکون مذہب کی سچی روح کی طرف لوٹنے اور ذکر، عبادت اور نیکی میں مضمر ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمیں ان روز افزوں مسائل کے حل کی طرف بھی توجہ دینا ہو گی۔ تاکہ جہاں تک ممکن ہو ہم سماجی و معاشی ناہمواریوں پر قابو پا کر ایک بہتر اور زیادہ پر سکون معاشرہ تعمیر کر سکیں۔ ایسے معاشرہ کی تشکیل و تعمیر ہی منشیات کے خلاف جدوجہد میں کامیابی کیلئے ضروری ہے۔

(اس مقالہ کا خلاصہ رابطہ عالم اسلامی کے زیر اہتمام اسلام آباد میں منعقد ہونے والے منشیات کے خلاف بین الاقوامی سیمینار میں پیش کیا گیا۔)